اسلام اور فنِ تعمیر (۳)

مرزا عمران حیدر ☆

قرآن میں مذکور سابقہ اقوام کی تعمیرات کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سابقہ اقوام میں سے عاد و ثمود اور چند دیگر اقوام کے فن تعمیر کا نقشہ کھینچا ہے۔ مفسرین نے ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے جہاں ان تعمیرات کی تفصیلات بتائی ہیں وہیں ان تعمیرات سے ان قوموں کے مقاصد کو بھی واضح کیا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ﴾ (الحجر)

''وہ امن سے رہتے ہوئے پہاڑوں میں مکان تراشا کرتے تھے''۔

اس آیت کی تفسیر میں امام طبری فرماتے ہیں:

وکان اصحاب الحجر' وھم ثمود قوم صالح ' ینحتون من الجبال بیوتا آمنین من عذاب اللّٰہ وقیل آمنین من الخراب ان تخرب بیوتھم التی نحتوھا من الجبال وقیل : آمنین من الموت

''یہ اصحابِ حجر ہیں اور وہ صالح علیہ السلام کی قومِ ثمود ہیں۔ وہ پہاڑوں میں گھر بناتے تھے اللہ کے عذاب سے بچتے ہوئے' اور کہا گیا: بنائے ہوئے گھروں کو خراب ہونے سے بچانے کے لیے' اور کہا گیا: موت سے بچتے ہوئے یہ مکان بناتے تھے''۔

فتح القدیر میں ہے:

وقیل من الموت ' وقیل من العذاب رکونا منھم علی قوتھا ووثاقتھا(۳۷)

''وہ لوگ ان گھروں کی قوت اور مضبوطی پر انحصار کرتے ہوئے عذاب سے بچنے کے لیے' یا کہا گیا کہ موت سے بچنے کے لیے یہ گھر بناتے تھے''۔

☆ شعبہ تحقیق اسلامی' قرآن اکیڈمی لاہور

اس کے بعد کی دو آیات میں اللہ تعالیٰ ان کا انجام بیان فرماتے ہیں:

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٤﴾﴾ (الحجر)

''تو صبح کے وقت اُن کو چیخ نے آلیا' تو ان کے کمائے ہوئے نے انہیں کچھ بھی کفایت نہ کیا۔''

قوم ثمود اللہ تعالیٰ کی نافرمان قوم تھی۔ اس قوم نے اپنے نبی حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی اور اُن کے معجزے کو دیکھ کر مسلمان ہونے کی بجائے اس معجزاتی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ اصلاح کی بجائے بگاڑ کا شکار رہے۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور موت سے بچنے کے لیے پہاڑوں میں مکان تراشے۔ انہوں نے آج سے ہزاروں سال پہلے نمعلوم کس ٹیکنالوجی کو استعمال کرتے ہوئے سنگلاخ پہاڑ تراشے! جبکہ یہ کام آج کے جدید دور میں جدید ترین ٹیکنالوجی کے باوجود بھی خاصا مشکل اور مہارت کا متقاضی ہے۔ انہوں نے اپنی تمام تر صناعیاں صرف کر دیں۔ مقصد تھا کہ کسی طرح اللہ کے عذاب یا موت سے بچ سکیں۔ لیکن ان کے انتہائی مضبوط مکانات' جن کے آثار ہزاروں سال بعد آج بھی عرب میں دیکھے جا سکتے ہیں' ان کو اللہ کے عذاب اور موت کے منہ میں جانے سے نہ بچا سکے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾﴾ (الشُّعراء)

''اور وہ پہاڑوں میں گھر تراش کر خوشی خوشی رہتے تھے''۔

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر فرماتے ہیں:

فانهم كانوا يتخذون تلك البيوت المنحوتة فى الجبال اشرا وبطرا وعبثا من غير حاجة الى سكناها و كانوا حاذقين متقنين لنحتها ونقشها[٣٨]

''وہ پہاڑوں کے تراشے ہوئے یہ گھر محض بڑائی اور تکبر کرتے ہوئے اور کارِ عبث کے طور پر بناتے تھے جبکہ انہیں بطور رہائش ان کی ضرورت ہی نہیں ہوا کرتی تھی۔ اور وہ ان گھروں کے تراشنے اور ان کی نقاشی میں بڑے ماہر تھے۔''

سورۃ الاعراف میں فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ﴿۷۴﴾

''(اے ثمود!) اور تم یاد کرو جب اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہیں عاد کے بعد خلیفہ بنایا اور تمہیں زمین میں بسایا۔ تم نرم زمین میں محلات بناتے اور پہاڑوں میں گھر تراشتے ہو۔ پس تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو۔''

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں دلائل کی بنیاد پر یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ تعمیرات میں خرچ ہونے والے پیسے کا کوئی فائدہ نہیں ہے:

فاذكروا آلاء الله اى نعمه وهذا يدل على ان الكفار منعم عليهم

''اللہ کی نشانیوں کو یاد کرو' یعنی اللہ کی نعمتوں کو۔ اور یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ کفار کو اللہ تعالیٰ نے نعمتیں عطا فرمائیں''۔

ان نعمتوں کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے پہاڑوں میں محلات اور گھر بنائے' جو اُن کے کچھ بھی کام نہ آئے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پوری قوم ہلاک ہوگئی۔ ۹ ہجری میں تبوک کی طرف جاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ ان کے آثار کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اُس عذاب زدہ علاقے میں اترنے سے منع فرمایا اور یہاں کے پانی سے گوندھے ہوئے آٹے کو ضائع کروایا اور اُس کنویں سے پانی لیا جہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیا کرتی تھی۔ گویا یہ مضبوط محلات دنیاداری اور آخرت سے بےخوفی کی علامات ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے محلات کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کے ہیکل یا محلات سے کوئی شخص بلند و بالا عمارات تعمیر کرنے کا جواز تراش سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے دَور کے وسائل کے مطابق بہترین عمارات تعمیر کروائیں تو موجودہ دور کے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بلند و بالا محلات تعمیر کرنے میں کیا حرج ہے؟ اس بات کی وضاحت کے لیے ذیل کی آیات دیکھتے ہیں:

﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴿۱۳﴾﴾ (سبا)

''وہ (جنات) ان کے لیے ان کی مرضی کے مطابق عالی شان عمارتیں اور مورتیاں بناتے اور حوض کی طرح پیالے اور چولہوں پر جمی ہوئی دیگیں بناتے تھے۔ اے داؤد

کی اولاد! شکر مان کر (نیک) عمل کرتے رہو۔ اور میرے بندوں میں شکر کرنے والے کم ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنوں سے عالی شان عمارتیں بنوائیں۔ ضحاک کہتے ہیں: ''یہ محاریب مسجدیں ہیں''۔ اور قتادہ نے کہا: ''یہ محلات اور مسجدیں ہیں''۔ ان کے علاوہ بڑے بڑے حوض اور دیگیں بنوائیں۔ پھر سب سے آخر میں ہیکل کی تعمیر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ان تمام اشیاء کی تعمیر کا ثبوت قرآن مجید کی آیات اور تفاسیر میں موجود ہے۔ اس بارے میں یہ بات زیادہ درست معلوم ہوتی ہے کہ ہوا' جنوں کی تسخیر اور ان عمارات کی تعمیر یہ تمام حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا اور معجزہ ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ ۢبَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ﴿۳۵﴾﴾ (ص)

''(حضرت سلیمان علیہ السلام نے) فرمایا: اے میرے ربّ! مجھے معاف کر دیجیے اور مجھے ایسی بادشاہت دیجیے جو میرے بعد کسی کے لیے سزاوار نہ ہو' یقیناً آپ بہت زیادہ دینے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا قبول فرمائی اور بطورِ معجزہ انہیں یہ سب کچھ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ﴿۱۲﴾﴾ (سبا)

''اور (ہم نے مسخر کر دیا) سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ہوا کو' اس کا صبح کا چلنا ایک مہینے کا تھا اور شام کا چلنا ایک مہینے کا تھا۔ اور ہم نے اس کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا۔ اور جنوں میں سے کتنے اس کے ربّ کے حکم سے اُس کے سامنے کام کرتے تھے! اور ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے پھرے گا ہم اسے دوزخ کے عذاب کا مزا چکھائیں گے۔''

ابن کثیر بیان کرتے ہیں کہ سدی نے کہا: **وانما اسیلت له ثلاثة ایام**

''وہ چشمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین دن تک بہایا گیا۔''

گویا یہ معجزہ تھا۔ بعض لوگ چشمہ بہانے کا معنیٰ ''کثرت'' لیتے ہیں۔ یہ تأویل ہے جس کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر نبی کو ایسا معجزہ عطا فرماتے ہیں کہ جس کام یا فن میں اس کی اُمت کے لوگ مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مقابلے میں ملکہ سبا کا عظیم الشان تخت، محل اور بادشاہی معروف ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے معجزہ بھی تعمیرات اور بے مثال حکومت کا دیا۔ اس بات کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ہے:

﴿قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (النمل)

''اس (ملکہ سبا) سے کہا گیا: محل میں داخل ہو جا! پس جب اُس نے محل کو دیکھا تو سمجھی کہ یہ گہرا پانی ہے اور اس نے (کپڑا اٹھایا اور) اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ انہوں (سلیمانؑ) نے کہا یہ شیشے سے منڈھا ہوا محل ہے۔ اُس (ملکہ سبا) نے کہا: اے میرے ربّ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں سلیمان کے ساتھ اللہ ربّ العالمین کی تابع فرمان بن گئی''۔

آج سے ہزاروں برس پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیشے کی تہہ والا محل بنوالیا۔ انہوں نے کون سی ٹیکنالوجی اختیار کی، اس کا تصور محال ہے۔ جب ملکہ سبا کو اس میں داخل ہونے کے لیے کہا گیا تو وہ اس حقیقت کو نہ سمجھ سکی اور پانی میں داخل ہونے کے انداز سے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کرلیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے خبر دی کہ یہ پانی نہیں، بلکہ شیشے کا محل ہے، تو اس حقیقت کے ادراک سے وہ اس نتیجے تک پہنچی کہ ایسی تعمیر کسی عام آدمی کے بس کی بات نہیں، لازماً یہ ایک نبی کا معجزہ ہی ہوسکتا ہے، اور وہ فوراً ہی مسلمان ہوگئی اور پروردگار کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ سلیمان علیہ السلام نے بطورِ معجزہ شیشے کا محل بنوایا، عبادت کے لیے محرابیں بنائیں، عظیم الشان ہیکل تعمیر کروایا۔ لہٰذا مسجد کی تعمیر یا دیگر تعمیرات کے لیے اس معجزے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، بلکہ ان چیزوں کے لیے ہمیں اُن ہدایات کو ملحوظِ خاطر رکھنا پڑے گا جو رسول اللہ ﷺ نے اُمت کی رہنمائی کے لیے جاری فرمائی ہیں۔

حدیث جبریلؑ کا جائزہ

جبرئیل امین رسول اللہ ﷺ کے پاس انسانی شکل میں تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ

کے ذریعے اُمت کو دین کی تعلیم فرمائی۔ یہ حدیث کتب حدیث میں ''حدیثِ جبرئیل'' اور ''اُمّ السنّۃ'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی علامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

((...... وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاۃُ الْاِبِلِ الْبُھْمُ فِی الْبُنْیَانِ)) (۳۹)

''......اور جب خالی ہاتھ اونٹوں کے چرواہے طویل وعریض عمارات بنائیں گے۔''

اس حدیث طیبہ میں خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے قریب اُمت محمدیہؐ کے افراد بھی بلند و بالا اور طویل وعریض عمارات بنائیں گے۔ کسی چیز کا قیامت کی علامات میں سے ہونا اس کی حرمت کی دلیل نہیں ہے۔ اس کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لیے اس چیز کی اصل اور اس کے بارے میں دیگر ہدایات کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے گا۔ بلند و بالا اور لمبی چوڑی عمارات کے حوالے سے ہم یہ ذکر کر چکے ہیں کہ ان میں کوئی خیر نہیں ہے' اور اگر یہ باہم مقابلے' فخر' تکبر اور نمود و نمائش کے لیے ہے تو اسراف وتبذیر میں شمار ہونے کی وجہ سے اس کی حرمت کے بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ البتہ اگر رہائشی وتجارتی اور دیگر ضروریات کے لیے بڑے بڑے پلازے بنانے پڑیں تو ان کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔

مکان انسان کی بنیادی ضرورت ہے

ہماری گزشتہ بحث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان تعمیرات سے لاتعلق ہو کر کسی جھونپڑی میں زندگی گزار دے۔ ہمارا مقصد تو تعمیرات کے بارے میں غلط رویوں کی نشاندہی اور اُن کی اصلاح کرنا ہے۔ مکان ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ شریعت اس ضرورت کی اہمیت کو نہ صرف تسلیم کرتی ہے بلکہ اسے بنیادی انسانی حق گردانتی ہے' اور ایک اسلامی حکومت مختلف شعبوں میں خدمات انجام دینے والوں کو اتنا سپورٹ کرتی ہے کہ وہ اپنا گھر بنا سکیں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَیْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِیْ سِوٰی ھٰذِہِ الْخِصَالِ : بَیْتٌ یَسْکُنُہٗ وَثَوْبٌ یُوَارِیْ عَوْرَتَہٗ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ)) (۴۰)

''ابنِ آدم کے لیے ان چیزوں کے علاوہ حق نہیں ہے: گھر جس میں وہ رہے' کپڑا جو اُس کے ستر کو چھپائے اور سالن کے بغیر روٹی اور پانی۔''

گھر کا مقصد انسان کو موسمی شدت سے محفوظ رکھنا' اہل وعیال کے لیے پناہ گاہ اور

پرائیویسی وغیرہ مہیا کرنا ہے۔ گھر انسان کے لیے پناہ گاہ' جان و مال کی حفاظت کی جگہ اور آرام اور سکون پہنچانے کی جگہ ہے۔ ان خصوصیات کا حامل مکان ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ یہ حکومت وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ رعایا کی رہائشی ضروریات کو پورا کرے۔ اگر کوئی ان بنیادی سہولیات کے علاوہ مزید آسائشوں اور تعیشات کا مطالبہ کرتا ہے اور پھر ان کی تکمیل کے لیے کئی کئی کنالوں پر محیط کوٹھیاں بناتا ہے' اور اس بے جا اسراف کے باوجود دنیا کی کوئی سہولت حاصل ہو جانے رہ جائے' تو اس کے حصول کے لیے وہ مزید کوشش کرتا ہے' تو اس طرح ممکن ہے کہ اس کی ساری زندگی کھپ جائے مگر وہ دنیا کا بہترین گھر نہ بنا سکے۔ سورۃ الاعراف کی آیت ۷۴ کی تفسیر میں امام قرطبی بیان کرتے ہیں کہ:

''محمد بن سیرینؒ کے دو بیٹوں نے گھر بنایا اور اس پر بڑا مال خرچ کیا۔ یہ بات محمد بن سیرین کو بتائی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ میں آدمی کے اپنے فائدے کے لیے گھر بنانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے: ((اِذَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلٰى عَبْدٍ اَحَبَّ اَنْ يَرٰى اَثَرَ النِّعْمَةِ عَلَيْهِ)) ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرتا ہے تو اُس نعمت کا اُس بندے پر اثر دیکھنا پسند کرتا ہے۔'' ابن سیرین کہتے ہیں کہ نعمت کے آثار میں سے اچھا لباس اور اچھا گھر ہے۔ خوبصورت لونڈی کو مال دے کر خریدنا جائز ہے' حالانکہ اس کے علاوہ دوسری پر بھی گزارہ ہو سکتا ہے۔ حسن بصریؒ وغیرہ نے اسے مکروہ سمجھا ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے دلیل لی ہے: ((اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ شَرًّا اَهْلَكَ مَالَهُ فِي الطِّيْنِ وَاللَّبِنِ)) ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرمائے تو اس کے مال کو مٹی اور اینٹوں میں ضائع کر دیتا ہے۔'' ایک اور خبر میں ہے: ((مَنْ بَنٰى فَوْقَ مَا يَكْفِيْهِ جَاءَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهٗ عَلٰى عُنُقِهٖ)) ''جس نے ضرورت سے زیادہ تعمیر کیا قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اسے اپنے کندھے پر اٹھایا ہوگا۔'' حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے: ((وَمَا اَنْفَقَ الْمُؤْمِنُ مِنْ نَفْقَةٍ فَاِنَّ خَلَفَهَا عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا مَا كَانَ فِيْ بُنْيَانٍ اَوْ مَعْصِيَةٍ)) ''مؤمن جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے سوائے عمارت اور گناہ پر خرچ کیے ہوئے کے۔'' (۴۱)

ابن سیرینؒ نے اپنے بیٹوں کے شاندار گھروں کی تعریف کی ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب مسلمان خلافت کے قیام' جہاد کی تیاری اور ضروریاتِ دین ادا کر چکے تھے' نیز مالی طور

پرآسودہ تھے۔ ان مکانوں کی عمدگی کو آج کل کی کوٹھیوں سے نہیں جوڑا جا سکتا۔ وہ گھر عام گھروں کی نسبت عمدہ تھے۔ پھر انہوں نے اللہ کی نعمت کے اظہار کے بارے میں جو حدیث بیان کی ہے اس کا شانِ ورود یہ ہے کہ ایک مال دار صحابی اپنے جسم اور لباس کی پرواہ کیے بغیر رہتے تھے۔ ان کے پراگندہ حلیے کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر نعمت کے اظہار کو پسند فرماتے ہیں''۔ اپنے جسم' لباس' مکان اور دیگر اشیاء میں وقار کو اختیار کرنا مطلوب اور مقصود ہے۔ ضروری نہیں کہ ان پر بے شمار روپیہ خرچ کر کے ہی اللہ کو راضی کیا جائے۔ کم خرچ اور سادگی کے ساتھ بھی وقار اختیار کیا جا سکتا ہے۔ خوبصورت لونڈی خریدنے کی جو مثال دی گئی ہے بلاشبہ یہ جائز ہے' لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس خوبصورتی کی اور خریدنے کی آخری حد کیا ہوگی؟ اور کیا اس میں کوئی اجر و ثواب بھی ہے؟ لہٰذا میانہ روی سے چلتے ہوئے' اسراف سے بچتے ہوئے اللہ کی نعمتوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ان کو مطمحِ نظر سمجھ لینا' زندگی کا محور و مرکز بنا لینا اور اپنی زندگی کو اسی مقصد کے لیے کھپا دینا درحقیقت آخرت سے بے خوفی اور بے دینی کی علامات ہیں۔

رفاہِ عامہ اور اجتماعی ضروریات کے لیے تعمیرات

جو عمارات مفادِ عامہ یا اجتماعی ضرورت کے لیے بنائی جاتی ہیں اسلام انہیں استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے فاعل کو اجر و ثواب کا مستحق بھی گردانتا ہے۔ مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو یہاں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا' وہ بھی یہودی کی ملکیت تھا۔ مسلمانوں کو میٹھے پانی کے حصول کے لیے خاصی دشواری کا سامنا تھا' پانی بمشکل اور قیمتاً ملتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَيَجْعَلَ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَهٗ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ)) فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ (٤٢)

''جو رومہ کنویں کو خرید کر اپنے ساتھ دیگر مسلمانوں کو استفادہ کا موقع دے گا اس کے لیے جنت میں اس سے بہتر بدلہ ہوگا''۔ (حضرت عثمانؓ نے فرمایا:) تو میں نے اپنے ذاتی مال میں سے وہ کنواں خریدا (اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا)''۔

پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔ پانی کے حصول کے لیے کنواں کھودنا انسانیت کی ایسی خدمت ہے جس کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔ اُس وقت پانی کا ذریعہ کنواں تھا۔ آج کے دور

میں کنواں، ہینڈ پمپ، موٹر اور ٹیوب ویل پانی کے ذرائع ہیں۔ ان کی تعمیر و تنصیب انسانیت کی خدمت اور باعث اجر ہے۔ اسی طرح اصولِ فقہ کا قاعدہ ہے: **ما لا یتم الواجب الا به فهو واجب** کہ واجب کی تکمیل کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ تمام چیزیں بھی واجب ہیں۔ مثال کے طور پر ستر ڈھانپنا واجب ہے۔ ہم ستر چھپانے کے لیے کپڑا استعمال کرتے ہیں تو کپڑا بنانا بھی واجب ہوا۔ اسی طرح کپڑے کے حصول کے لیے ٹیکسٹائل ملز اور ان کے لوازمات بھی واجب ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے کنواں خرید کر اُسے وقف کرنے کی فضیلت بیان فرمائی تو اس سے کنویں اور اس کے ضمن میں جدید وسائل تعمیر کرنے اور بنانے کی فضیلت بھی ثابت ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے خندق کھودی۔ اس کام میں آپؐ خود بھی شریک ہوئے۔ خندق اُس وقت اور حالات کے مطابق دفاع کا بہترین طریقۂ کار تھا۔ آج کے دور میں دفاع کے نقطۂ نظر سے تعمیر ہونے والی تمام عمارات اجر و ثواب کا باعث ہیں۔ ایٹمی توانائی کے حصول اور اس کے تسلسل کے لیے قیمتی ترین عمارت بھی بنانا پڑے تو اس کا بنانا ضروری ہے۔ بھاری بھرکم اخراجات کے باوجود اُس کا شمار اسراف میں نہیں ہوگا۔

شریعت اسلامی بلڈنگ کے بارے میں کوئی مخصوص نقشہ تو نہیں دیتی لیکن اپنی عمومی تعلیمات میں ایسی باتوں کا ذکر کرتی ہے جن کا عمارت کی تعمیر میں خیال رکھنا ضروری ہے۔ انہیں ہم تعمیراتی اخلاقیات کا نام دے سکتے ہیں۔ حالات، موسم، ضرورت اور وسائل کو مدنظر رکھ کر اسراف سے بچتے ہوئے کوئی بھی نقشہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

((...... وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا))[٤٣]

''......اور تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے۔''

لہٰذا ہوادار، کھلا اور صاف ستھرا گھر بنانا چاہیے۔ ہمسائے کے حقوق کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر کا نقشہ ایسا ہو جس سے ہمسائے کے لیے پردے اور دیگر مسائل پیدا نہ ہوتے ہوں۔ ہمسائے ایک دوسرے کے معاون ہوتے ہیں، آپس کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ)) ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ:
مَالِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ[٤٤]

''کوئی ہمسایہ اپنے ہمسائے کو اپنی دیوار پر لکڑی (شہتیر) رکھنے سے نہ روکے''۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تم کو اس سے اعراض کرتے ہوئے دیکھتا ہوں؟ اللہ کی قسم! میں اس اعراض کی پاداش میں ضرور تمہارے کندھوں کے درمیان ماروں گا (سزا دوں گا)''۔

ہمسائے کا یہ حق گھر کی تعمیر میں بھی ہے۔ اپنی دیوار پر شہتیر رکھنے کی اجازت دینے کے ساتھ ساتھ اس طرح کے دیگر کاموں میں اس کی مدد کرنا ضروری ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا نہ کرنے والوں پر سختی کرنے کا حکم دیتے تھے۔

گھر میں خواتین اور بچوں کی ضروریات کے مطابق صحن بنانا بھی جائز ہے۔ گھر اہل خانہ کو قید کرنے کی جگہ نہیں' بلکہ ان کی پناہ گاہ اور سکون کا مقام ہے۔ امام بخاری نے کتاب **المظالم والغصب** میں باب باندھا ہے: **باب افنية الدور والجلوس فيها** ''گھروں کے صحن اور اُن میں بیٹھنے کا بیان''۔

لوگوں کی گزرگاہ کا خیال رکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے عمارات بناتے وقت راستہ چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَضَى النَّبِيُّ ﷺ اِذَا تَشَاجَرُوْا فِي الطَّرِيْقِ بِسَبْعَةِ اَذْرُعٍ (٤٥)

''نبی کریم ﷺ نے راستے کے بارے میں جھگڑنے پر سات ہاتھ (جگہ چھوڑنے) کا فیصلہ فرمایا''۔

اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کی ضروریات کے مطابق گلیاں' سڑکیں اور ایئرپورٹ وغیرہ بنائے جائیں گے۔ لوگوں کے اختلاف اور جھگڑے کے اندیشے کے سبب کم از کم اتنی جگہ ضرور لی جائے گی جس کے بغیر گزارہ ممکن نہیں۔ صرف سڑکیں بنا دینا ہی کافی نہیں بلکہ انہیں اچھا بنانا' رکاوٹوں کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔ افراد اخلاقی طور پر اور حکومت قانونی طور پر ایسا کرنے کی پابند ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے جنت میں داخلے کے لیے چالیس اعمال کا تذکرہ فرمایا' ہم نے ان میں: **اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ** ''راستے سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا'' بھی شمار کیا ہے''۔ (٤٦)

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اَنْتَفِعُ بِہٖ، قَالَ :((اِعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ))(۴۷)

''میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے جس سے میں نفع حاصل کروں؟ آپؐ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز دور کردو''۔

اسلام نے مسافر کے بہت سے حقوق بیان کیے ہیں جن کا تقاضا ہے کہ دورانِ سفر اُن کی سہولت کے لیے مسافر خانے، ریسٹورنٹ اور ہوٹل تعمیر کیے جائیں۔ زمین فروخت کرتے وقت ہمسائے کو کسی قسم کی پریشانی سے بچانے کے لیے ''شفعہ'' کا حق دینا اسلامی تعلیمات میں سے ہے۔

اسلام مسلمانوں سے ایک صحت مند، باعمل اور صالح معاشرے کے قیام کا تقاضا کرتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے جن عمارات کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے اسراف سے بچتے ہوئے ان کی تعمیر اسلام کا تقاضا ہے اور اسلام ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

حواشی

(۳۷) تفسیر فتح القدیر۔

(۳۸) تفسیر ابن کثیر۔

(۳۹) صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان۔

(۴۰) سنن الترمذی، کتاب الزھد عن رسول اللہ ﷺ، باب منہ۔

(۴۱) یہ بحث امام قرطبی نے بیان کی ہے۔ دیکھئے: ملخصاً تفسیر قرطبی، جلد ۴، ص ۱۵۳۔

(۴۲) سنن الترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، باب فی مناقب عثمان بن عفان۔

(۴۳) مسند احمد، رقم الحدیث ۲۵۱۰۴۔

(۴۴) صحیح البخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لا یمنع جار جارہ ان یغرز خشبہ فی جدارہ۔

(۴۵) صحیح البخاری، کتاب المظالم والغصب، باب اذا اختلفوا فی الطریق المیتاء۔

(۴۶) صحیح البخاری، کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا، باب فضل المنیحۃ۔

(۴۷) سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب اماطۃ الاذی عن الطریق۔